واعتصموا بحبل الله جميعاً ولا تفرقوا

نقش آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

چاڈ کی بین الاقوامی سہ روزہ کانفرنس
مُسلم اُمّہ کے اتحاد کی طرف ایک اہم پیش رفت

گزشتہ ماہ 6-5-4 فروری کو لیبین حکومت کی سرپرستی میں جمعیت الدعوہ کے زیر اہتمام افریقہ کے ایک پس ماندہ اور غیر معروف ملک چاڈ کے دارالخلافہ "انجمینا" میں ایک بین الاقوامی سہ روزہ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جس میں دنیا کے ہر ملک کی تقریباً اعلیٰ درجے کی نمائندگی موجود تھی۔ مسلم ممالک اور خصوصاً عالم عرب کے چوٹی کے رہنماؤں اور اہل علم حضرات نے اس کانفرنس میں بھرپور شرکت کی۔ لیبیا پر اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے دنیا بھر سے آئے ہوئے مہمان بحیرہ روم کے جزیرہ مالٹا پہنچے جو افریقہ کے پڑوس میں واقع ہے۔ مالٹا میں دنیا بھر سے مہمان آکر جمع ہوتے رہے، یہاں کچھ قیام کے بعد مہمانوں کو چارٹر طیارہ کے ذریعے طرابلس اور چاڈ کیلئے روانہ کیا گیا۔ (جزیرہ مالٹا (کالاپانی) کا نام قارئین الحق اور ہندوپاک کے باسیوں کیلئے نیا نہیں۔ کہ برصغیر کی آزادی کی داستان کا پہلا باب ہی یہیں سے شروع ہوتا ہے۔ اسیرانِ مالٹا شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا عزیر گلؒ، مولانا وحید احمد، حکیم نصرت حسین اور دیگر شمع حریت کے پروانے تین سال دو ماہ تک پس دیوار زنداں رہے۔

جزیرہ مالٹا اور اکابرین کے حالات ان شاء اللہ بشرط فرصت اگلے شمارے میں پیش کئے جائیں گے۔)

کانفرنس میں حضرت والد ماجد مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کیساتھ ساتھ ناچیز کو بھی شرکت کا خصوصی دعوت نامہ موصول ہوا۔ والد صاحب مدظلہ نے اس سے ایک ہفتہ قبل لیبیا کے دارالخلافہ طرابلس کی بین الاقوامی علمی نوعیت کی کانفرنس میں شرکت کی جو 24 سے 26 جنوری تک رہی۔ کانفرنس کا موضوع "اسلامی تاریخ و تقویم اور تشخص کا بحران" (التاریخ الاسلامی

وازمة الهوية) تھا۔ جس میں دنیا بھر کے اہم تعلیمی مراکز' جامعات اور مشہور اداروں کی علمی شخصیات نے شرکت کی۔ دنیا کے 61 ممالک کے ڈھائی سو مندوبین اس سہ روزہ کانفرنس میں سر جوڑ کر ملت مسلمہ کے اسلامی تشخص کی بحالی پر بحث و تمحیص کرتے رہے۔ میزبانوں کی خواہش اور اصرار کے باوجود والد ماجد مدظلہ مصروفیات کے باعث مزید قیام نہ سکے اور چاڈ کے کانفرنس میں شرکت سے معذرت کر کے لیبیا سے وطن واپس ہوئے۔ لہذا راقم ہی نے نمائندہ کی حیثیت سے کانفرنس میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ جس سے فکر و خیال کو نئی رعنائی' اور جذبہ عمل کو نئی تازگی ملی۔ راقم نے "انجمینا "میں عالم اسلام اور امت مسلمہ کا درد رکھنے والے ایک بڑے گروہ کو امت مرحومہ کیلئے فکر مند' شوریدہ سر اور سوز و گداز میں ڈوبا پایا۔ اور انکی نوا ھائے پریشاں (مقالات و تقاریر) کو غور سے سنا اور دل و دماغ کی لوح پر نقش کیا۔ اے کاش! کہ انکے مقالات اور صدائے درد امت مرحومہ کی احیا اور نشاۃ ثانیہ کیلئے "بانگ درا" اور "صور اسرافیل" کا کام سر انجام دے سکے۔ وہ امت مرحومہ جس نے صدیوں سے سُستی' جمود' علم و عمل سے دوری' غفلت و بزدلی' تفرقے اور بے اتفاقی کی چادر اوڑھی ہوئی ہے۔ خدا کرے کہ ایسی مثبت کوششوں سے بیدار ہو کر پھر سے زمانے میں اپنا کھویا ہوا مقام و مرتبہ حاصل کرے۔ اگر تجزیہ کیا جائے تو اسوقت امت مسلمہ کے دو بڑے اہم مسئلے ہیں۔ (۱) اتحاد و یکجہتی اور مسلم امہ کو درپیش اہم مسائل پر مشترکہ موقف اختیار کرنا۔ (۲) مخلص' نڈر' بیباک' امین اور صالح قیادت کا سامنے آنا۔ اگر یہ دو مسئلے حل ہو جائیں یا ان میں سے صرف اول الذکر پر کام ہو سکے تو امت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کا دیرینہ اور ادھورا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔ اور اس کے لئے ایسی کانفرنسیں مہمیز کا کام دے سکتی ہیں۔ کانفرنس کی پانچ نشستوں میں علم و آگہی اور فکر و نظر سے بھرپور علمی' ادبی اور سیاسی مقالات سننے کو ملے۔ کئی مثبت اور موثر تجاویز پیش ہوئیں' اور کئی عالمی مسائل پر مشترکہ موقف اختیار کیا گیا۔ جو کہ ایک بڑی کامیابی ہے۔ اگرچہ بعض مسائل پر اختلافی تقاریر و آرا بھی سامنے آئیں لیکن شرکاء کانفرنس کی اکثریت نے اس موقف سے اپنا اصولی اختلاف ریکارڈ کرایا۔ لیکن راقم کے خیال میں ایسی بڑی اور عالمگیر کانفرنسوں میں چھوٹا موٹا اختلاف کوئی معنی نہیں رکھتا۔

تاہم یہ امر خوش آئند ہے کہ کانفرس کے میزبانوں نے شرکاٗ کو مکمل اظہار رائے کا موقع فراہم کیا۔ اور ہر قسم کے متنازعہ امور پر بھی بات کرنے کی مکمل اجازت دی گئی۔ اور مقررین نے دل کھول کر اپنے مافی اضمیر کو بیان کیا۔ کانفرنس کے اہم چیدہ چیدہ موضوعات میں چیچنیا' کشمیر' فلسطین' افغانستان' اتحاد امت' عالم کفر کی سازشوں کے خلاف مشترکہ جدو جہد' جدید علوم اور سائنس وٹیکنالوجی سے بھرپور استفادہ کرنا خصوصاً کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی افادیت مسلم امہ میں اجاگر کرنا' مسلم تحریکات' بنیاد پرستی اور دہشت گردی' امریکہ و مغرب میں اسلام کا مستقبل اور اکیسویں صدی میں عالم اسلام کو درپیش چیلنجز جیسے اہم موضوعات سر فہرست رہے۔ اور مندوبین نے تمام موضوعات کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا۔ خصوصاً پاکستانی وفد کے بیشتر مندوبین نے بھرپور انداز میں مسئلہ کشمیر کو اجاگر کیا اور کچھ نے طالبان کی اسلامی حکومت کی کارکردگی اور اسامہ بن لادن کا موقف بھی جرأت کیساتھ پیش کیا۔ طالبان کا ایک اعلیٰ سطحی سرکاری وفد بھی شریک اجلاس رہا۔ مگر میرے اور کچھ احباب کی باربار خواہش کے باوجود وہ اپنی کارکردگی اور موقف کا موثر اظہار نہ کر سکے اور نہ انہوں نے اپنے دفاع کا جائز حق استعمال کیا۔ جبکہ پاکستانی وفد کی بعض قد آور شخصیات مثلاً مولانا فضل الرحمان صاحب' راجہ ظفر الحق اور مولانا شاہ احمد نورانی صاحب جیسے حضرات نے چیچنیا جیسے حساس مسئلے پر کسی مصلحت کے پیش نظر اظہار خیال سے گریز کیا۔۔۔۔۔۔ فیا للعجب لیکن یہ کمی مولانا قاری سید الرحمان (مہتمم جامعہ اسلامیہ' راولپنڈی) اور وسط ایشیاء سے آئے ہوئے وفد کے قائد نے بھرپور انداز سے دور کردی۔ کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں لیبیا کے لیڈر اور صدر جناب کرنل معمر قذافی نے بھی خصوصی طور پر شرکت کی۔ اور اپنے افتتاحی خطاب سے کانفرنس کا آغاز کیا۔ آپ نے اتحاد امت اور عالم اسلام کے حالات پر تفصیل سے گفتگو کی تاہم چیچنیا کے بارے میں آپکا الگ طرح کا نقطۂ نظر سننے کو ملا۔ جس پر شرکائے کانفرنس نے حیرت کا اظہار کیا۔ اسکے علاوہ میزبان ملک کے صدر جناب ادریس دیبی اور نائیجر اور مالے کے صدور مملکت نے بھی شرکت کی۔ کانفرنس کے میزبان اور جمعیت الدعوۃ اسلامیہ کے روح رواں اور سیکرٹری جنرل جناب دکتور احمد شریف نے بھی افتتاحی خطاب کیا۔ جمعیت الدعوہ ویسے تو ہر سال کسی نہ کسی

مناسبت سے طرابلس میں بین الاقوامی کانفرنسوں کا انعقاد کراتی ہے۔ لیکن خصوصاً ہر پانچ سال بعد دنیا کے کسی نہ کسی ملک میں بین الاقوامی سطح کی ایک عالمگیر کانفرنس منعقد کرانا اسی کا خاصہ ہے۔ جسمیں شرکائی کی تعداد ہزار سے زیادہ ہوتی ہے۔ اور ایسی کانفرنسوں میں عالم اسلام کے مسائل پیش کئے جاتے ہیں اور ان پر مشترکہ موقف اختیار کیا جاتا ہے۔ اس بار کانفرنس کا انتخاب افریقہ کے دور دراز اور دنیا کے دوسرے غریب ترین پسماندہ ملک چاڈ میں رکھا گیا۔ بظاہر ایسے ملک میں اتنی بڑی کانفرنس کا انعقاد مشکل تھا لیکن پھر بھی میزبانوں نے بڑی ہمت اور مہمان نوازی کا ثبوت پیش کیا۔ اور مہمانوں نے بھی دینی جذبہ کی بنأ پر بعض نامساعد امور پر حوصلہ مندی کا ثبوت دیا گو کہ واپسی میں مہمانوں کو ائرپورٹ پر طیارے کے پٹرول کی عدم دستیابی کی بنأ پر صبر آزما مراحل کا سامنا (تقریبا بائیس گھنٹے انتظار) کرنا پڑا' لیکن سفر میں اس قسم کی معمولی زحمتوں کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے۔ کانفرنس کا افریقہ میں انعقاد کا بڑا مقصد یہ بھی تھا کہ افریقہ کے غریب اور بدحال مسلم عوام کو یہ تائثر دیا جائے کہ عالم اسلام آپکے ساتھ ہے۔ اور آپکے دکھوں اور مسائل کے حل کرنے میں برابر کا شریک ہے۔ اسکے علاوہ لیبیا کے صدر جناب کرنل قذافی کچھ عرصے سے مسلسل افریقی ممالک کے اتحاد اور یک جہتی کیلئے کام کر رہے ہیں۔ اور انکی یہ کوشش اور خواہش ہے کہ کسی نہ کسی طرح افریقی ممالک کا ایک طاقتور بلاک بنایا جائے۔ تاکہ امریکہ اور مغربی ممالک کا موئثر انداز میں یکجا ہو کر مقابلہ کیا جاسکے۔ اس سلسلے میں افریقہ کے متعدد ممالک میں لیبین حکومت کے فلاحی اور رفاعی کام قابل تحسین ہیں۔ عالم اسلام کے دوسرے مالدار ممالک کو بھی اپنے افریقن مسلم بھائیوں کی حالت زار کو سنوارنے کیلئے بھی کچھ نہ کچھ خرچ کرنا چاہیے۔ جو موجودہ عہد اور ترقی سے صدیوں پیچھے رہ گئے ہیں۔

افتتاحی نشست کے بعد "انجمینا" کی عظیم جامع مسجد میں شرکأ کانفرنس نے ایک ساتھ نمازِ جمعہ ادا کی۔ نمازِ جمعہ جناب کرنل قذافی نے خود پڑھائی۔ دیگر صدور مملکت اور اعلیٰ حکام بھی موجود تھے۔ نماز جمعہ میں ایک لاکھ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ باہر سڑکوں اور دور دور تک میدانوں میں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ ہر طرف سر ہی سر تھے مرد وزن بوڑھے اور بچے سب

ہی موجود تھے۔ چاڈ کے انتہائی غریب اور پس ماندہ لوگ دنیا بھر سے آئے ہوئے مختلف النسل مختلف اللسان اور مختلف المسالک مسلم بھائیوں کو اپنے درمیان پاکر انتہائی خوشی محسوس کررہے تھے۔ خود مجھے بھی انتہائی مسرت ہورہی تھی کہ عالم اسلام کے تمام فرزندان اپنے اپنے فروعی اختلافات بھلا کر ایک صف میں کھڑے نظر آرہے تھے۔ باربار حضرت علامہ کے یہ اشعار زبان پر آرہے تھے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود وایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

اور ؎ ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

کانفرنس ہال سے باہر تین دن تک چاڈ کے ہزاروں افراد نے معزز مہمانوں کا روایتی انداز میں خیر مقدم کیا۔ اور اسکے علاوہ ہزاروں افراد جو مختلف قبائل کی نمائندگی کرتے تھے' اپنے زرق برق لباس میں ملبوس اور روایتی ہتھیار سجا کر گھوڑوں پر دوطرفہ کھڑے تھے۔

پاکستانی مندوبین کا وفد اس کانفرنس میں تعداد کے لحاظ سے بڑا وفد تھا' تقریباً چونتیس افراد نے شرکت کی۔ ملک کی تمام اسلامی اور محبِ وطن جماعتوں کے سربراہوں اور چیدہ چیدہ افراد نے نمائندگی کی۔ پاکستانی وفد کے ہمراہ لیبین ایمبیسی پاکستان کے اہم ذمہ دار اور تعلقات عامہ کے رئیس جناب الشیخ عبداللہ جبران صاحب تھے۔ جنہوں نے سارے سفر میں مہمانوں کا انتہائی خیال رکھا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے خدام کیساتھ ملکر مہمانوں کیلئے ہر قسم کی سہولت مہیا کرنے کی کوشش کی۔ اور آپ نے کسی بھی طور پر یہ محسوس نہیں ہونے دیا کہ آپ کسی ملک کے قونسلر یا اہم ذمہ داری پر فائز شخصیت ہیں۔ حتی کہ مہمانوں کے بیگ اور دیگر سفری سامان بھی آپ از خود گاڑیوں میں چڑھانے سے گریز نہ کرتے۔ کاش کہ پاکستانی ایمبیسڑ اور اعلیٰ حکام بھی ایسی مثالیں قائم کریں۔ خدا کرے کہ یہ کانفرنس عملی طور پر اتحادِ امت کیلئے ایک اہم پیش رفت ثابت ہو' اور نئی صدی میں آئندہ کے سفر کے لئے زادِ سفر اور مشعلِ راہ کا کام دے سکے۔ ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے نیل کے ساحل سے لیکر تابخاکِ کاشغر